Open Access

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 10, Issue 19, Jan-June 2025,

Email: alirfan@mul.edu.pk

العرفان

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے حکمرانوں کے نام مکتوبات کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the Letters Addressed to Rulers by Shaykh Abdul Quddus Gangohi (RA)

Dr Nadia Alam

Assistant Professor Deoartment Islamic Studies, Green International University Lahore

Nadia.alam@giu.edu.pk

Pro. Dr. Ali Akbar Al-Azhari

Professor Department of Islamic Studies. Superior University Lahore

ABSTRACT

This research article presents a critical and analytical study of the letters written by Shaykh Abdul Quddus Gangohi (RA) to various rulers and political figures of his time. As a prominent Sufi scholar of the Chishti Sabiri order during the late 15th and early 16th centuries, Shaykh Abdul Quddus Gangohi played a significant role in shaping the socio-political and spiritual discourse of the Indian subcontinent. His letters reflect not only deep spiritual insight but also thoughtful engagement with the ethical, administrative, and religious responsibilities of political leadership. Through these correspondences, he advised rulers on justice, humility, moral conduct, and the importance of aligning governance with Islamic values. This study examines the historical context, themes, language, and impact of these letters, highlighting their relevance to both spiritual thought and political ethics. By analyzing selected letters, the research aims to shed light on the intersection of Sufism and politics and to contribute to the broader understanding of Islamic political thought in pre-modern South Asia.

Keywords:

Letters, Rulers, Chishti Sabiri, Subcontinent, Political Leadership.

دسویں صدی ہجری میں عہدِ سادات (۸۱۷ھ -۸۵۵ھ) کے آخر اور لودھی خاندان (۸۵۵ھ-۹۴۶ھ) کے آغاز میں مجموعہ مکتوبات ''مکتوباتِ قدوسیہ''کا ذکر ملتا ہے(1) یہ شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہیؒ ولد شیخ اسمٰعیل (۸۵۲ھ-۹۴۵ھ/ ۱۴۵۰ء-۱۵۳۸ء) کے تحریر کردہ مکتوبات ہیں۔آپؒ نے یہ مکتوبات نہ صرف اپنے مریدین، خلفاء اور ہم عصر علماء کو تحریر فرمائے بلکہ ان مکتوبات میں حکومتی سطح پر سرکردہ افراد کی بھی اچھی خاصی تعداد شامل ہے۔یہ مکتوبات اپنے طرزِ تحریر، اسلوب اور فصاحت کی بناپر انشاءپردازی کا شاہکار قرار دیئے جاتے ہیں۔زیر نظر تحقیقی مقالے میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کے حکمران طبقے کے نام لکھے گئے اہم مکتوبات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔کہ انہوں نے کس طرح اپنے روحانی حلقے سے باہر بھی مختلف امراء، قضاۃ اور سلاطین کو مکتوبات لکھ کر انہیں ان کے فرائض یاددلائے اور سیاسی اور علمی ہی نہیں دینی وروحانی طور پر رہنمائی فرمائی۔اہمیت، مکتوب الیہم کے تنوع اور طرز نگارش کی بنا پر مکتوبات "قدوسیہ" مکتوبات امام ربانی کے پیشرو بھی قرار دیئے جاتے ہیں۔

حیات وآثار شیخ عبدالقدوس گنگوہی:

شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہؓ سے ملتا ہے۔آپؒ سلسلہ صابریہ چشتیہ کے ایک عالی مرتبت بزرگ ہیں۔نویں صدی ہجری میں رودلی(2) میں پیدا ہوئے۔عالی شان ومرتبہ کی بناپر بہت سے القاب ہیں،آپؒ کو ساقی خمخانہ اسرار، بہ بادہ توحید سرشار، طائر اقلیم الوہیت، سائر میدان ہویت، قطب عالمِ عالمیاں کہا گیا۔(3)آپؒ کے جدامجد شیخ صفی الدین حنفی میر سید اشرف سمنانیؒ کے مرید تھے۔وہ اپنے بیٹے شیخ اسمٰعیل کو سواماہ کی عمر میں سید اشرف سمنانیؒ کی خدمت میں کچھوچھ شریف لائے انھوں نے بچے کو پیار کیا اور فرمایا:

''یہ بھی میرا مرید ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے گا جو قطبِ عالم ہوگا''

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے والد نے بچپن سے ہی اپنے فرزند کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔خوش نویسی اور مکتوب نویسی کی تربیت آپؒ کو اپنے والد گرامی سے ہی ملی تھی،یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے مکاتیب اپنی

---

(1)۔سہروردی، شہاب الدین۔عوارف المعارف۔ترجمہ ومقدمہ: شمس بریلوی۔کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی۔۱۹۷۷ء۔ص ۶۴۔؛دہلوی، مرزا محمد اختر،تذکرہ اولیائے برِصغیر، ۲/۵۳۔۶۰۔

(2)۔رودلی، بھارت کے صوبہ اترپردیش کے ضلع فیض آباد کا ایک مشہور قصبہ ہے۔رودلی، سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ایک عظیم شخصیت حضرت احمد عبدالحق ردولویؒ کی خانقاہ کی وجہ سے مشہور ہے۔

(3)۔گنگوہی، عبدالقدوس(شیخ) مکتوبات قدوسیہ۔مترجم: کپتان واحد بخش سیال چشتی۔لاہور: بزم اتحاد المسلمین۔۱۴۱۲ھ۔ص ۲۱۔

دلآویزی کے لیے مشہور ہیں۔ آپؒ نے ابتدائی عمر سے ہی حصول علم اور عبادت و ریاضت کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا تھا۔ آپؒ کے فرزند شیخ رکن الدین اس بارے میں لکھتے ہیں:

”چوں حضرت قطبی بہ تعلیم کتابہا مشغول شدند در تمام روز می خواند و تمام شب بشغل ذکر و عبادت مشغول بودند“(1)

(جب حضرت قطبی کتابوں کے مطالعہ اور تعلیم میں مشغول ہوئے تو سارا دن کتابیں پڑھتے رہتے اور ساری رات ذکر و عبادت الٰہی میں مشغول رہتے)

آپ شیخ احمد عبدالحق چشتی علیہ الرحمہ (2) کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ میں شیخ احمد عبدالحق کے پوتے شیخ محمد بن شیخ عارفؒ (3) سے بیعت ہوئے۔ جو آپ کے ہم عمر تھے۔ آپؒ دوسرے سلاسل سے بھی اجازت یافتہ تھے۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں آپؒ کو شیخ درویش بن قاسم اودھیؒ (4) سے اجازت حاصل تھی، نیز اسی واسطے سے آپؒ کو سلاسل سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ میں بھی اجازت حاصل تھی۔ آپؒ نے سلسلہ صابریہ کے نظام کو ترتیب دیا اور اس سلسلہ کو شمالی ہند میں پھیلایا، بہت ترقی دی اور اس کے اثرات کو دور دور تک پہنچا دیا۔

آپ نے اگرچہ ظاہری بیعت شیخ محمد سے فرمائی تھی مگر آپؒ دل سے ان کے دادا شیخ احمد عبدالحقؒ کے معتقد اور عاشق تھے اور انہی کی روحانیت سے مستفید ہوتے تھے۔(5) قیام ردولی کے زمانہ میں ہی آپؒ کی شادی شیخ عارفؒ کی چھوٹی صاحبزادی اور آپؒ کے شیخ محمد کی بڑی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ یہ خاتون بہت عابدہ اور زاہدہ تھیں اور اپنے والد اور دادا (شیخ

---

(1)۔ گنگوہی، رکن الدین، لطائف قدوسی، دہلی: مطبع مجتبائی، 1894ء، لطیفہ 5، ص6۔

(2)۔ شیخ احمد عبدالحق (۷۷٦ھ-۸۳۷ھ) شیخ جلال الدین پانی پتی کے مرید اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ مجرد تھے۔ ردولی میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ نے ان کا کافی تفصیل سے اخبار الاخیار میں ذکر کیا ہے۔: دہلوی، عبدالحق محدث۔ اخبار الاخیار، ص۲۷۴-۲٦٦۔

(3)۔ شیخ محمد بن شیخ عارفؒ ردولوی (م۸۹۸ھ) سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ والد اور جد امجد کی طرح زیادہ تر استغراق کے عالم میں رہتے۔ خانقاہ میں جو بھی مال آتا خدام کو ان کا یہ حکم تھ کہ شام تک تمام خرچ ہو جائے کل کے لیے کچھ بچا کر نہیں رکھنا۔ ردولی میں وفات ہوئی، وہیں مزار ہے۔

(4)۔ شیخ درویش بن قاسم اودھیؒ (م۸۹٦ھ) سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں شیخ فتح اللہ اودھیؒ سے بیعت تھے۔ سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ میں سید بڈھن بہرائچیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں تین واسطوں سے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی تک پہنچتے ہیں۔ مزار شریف فیض آباد، یوپی میں ہے۔

(5)۔ کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات (مترجم)، سیالکوٹ: مکتبہ انوار مدینہ، 1407ھ، ص149۔

احمد عبدالحقؒ) کی نسبت و تعلق کے تمام اثرات کی حامل تھیں۔آپؒ کے سات بیٹے تھے۔(1)جو بقول صاحب اخبار الاخیار اور مراۃالاسرار تمام علومِ ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے(2)ان صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: شیخ حمیدالدین، شیخ رکن الدین، شیخ احمد اور شیخ محمد علی، شیخ عبدالسلام، شیخ محمد محدث، شیخ قطب الدین، شیخ ابو سعید، شیخ محی الدین، شیخ نظام الدین۔

آپؒ عالمِ با عمل، صاحبِ ذوق و حال،وجد و سماع کے رسیا تھے۔آپؒ نے اپنے مجموعہ مکتوبات ''رشد نامہ''میں آپؒ مسئلہ سماع پر یوں تصریح فرمائی ہے:

''آبِ چاہ بیرون نیاید تا آنکہ او راکشندہ نباشد ہم چناں اسرارِ الہٰی ست کہ در دل ست سماع پدید آرندہ آں اسرار است ،و در باب سماع فتویٰ شرع است جائز لاھلہ وحرام بغیر و اہل سماع کسے را گویند کہ ہیچ صوت جز پیام دوست نہ شنود وہیچ جمال بغیر جمال دوست نہ بیند''(3)

(کنویں سے پانی اس وقت تک باہر نہیں آتا جب تک اسے کوئی نکالنے والا نہ ہو۔یہی حال اسرار الٰہی کا ہے کہ جو تیرے دل میں ہے سماع ان اسرار کو نکال کر ظاہر کرنے والا ہے۔اور سماع کے باب میں شریعت کا فتویٰ ہے کہ وہ اہل کے لیے جائز اور نااہل کے لیے حرام ہے اور سماع کا اہل اس شخص کو کہتے ہیں سوائے دوست کے پیغام کی آواز کے کوئی دوسری چیز نہ سنے اور کوئی جمال سوائے جمال دوست کے نہ دیکھے)

آپؒ صاحب عزیمت تھے تادم آخر آپؒ کی عبادات میں فرق نہ آیا تھا۔۲۳ جمادی الآخر ۹۴۵ھ/۱۵۳۷ء میں گنگوہ میں رحلت فرمائی۔مزار شریف گنگوہ(4)میں ہی ہے۔عمر شریف اسی (۸۰) برس سے زائد تھی، جس میں پینتیس برس رودلی میں مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہے، پینتیس یا اڑ تیس برس شاہ آباد(دہلی) میں قیام فرمایا اور آخر میں چودہ برس گنگوہ (ضلع سہارن پور) میں بسر فرمائے۔

تصانیف: آپؒ زبردست صاحب حال ہی نہیں ،ایک صاحبِ قلم بزرگ تھے۔آپؒ کی متعدد تصانیف ہیں اور ان میں آپؒ نے وحدت الوجود پر خاص طور سے زور دیا ہے۔اس کے علاوہ آپؒ قادرالکلام شاعر بھی تھے۔آپؒ فارسی میں

---

(1)۔کشمی، محمد ہاشم،زبدۃالمقامات(مترجم)،ص153۔

(2)۔گنگوہی،عبدالقدوس(شیخ)،مکتوبات قدوسیہ،مترجم:کپتان واحد بخش سیال،ص۵۱۔

(3)۔گنگوہی،عبدالقدوس(شیخ)۔رشد نامہ۔ص۲۵۔

(4)۔گنگوہ،گنگا جمنا کے دوآبہ پر ضلع سہارن پور کا ایک قدیم قصبہ ہے۔یہ سہارن پور سے تقریباً ۱۶ میل اور تھانہ بھون سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔

"قدوسیؔ" اور "احمدیؔ" اور ہندی میں "الکھ داسؔ" تخلص کرتے تھے۔(1) بحیثیت فارسی اور ہندی شاعر آپؒ کا ایک خاص مقام تھا۔" لطائف قدوسی "کے مطابق آپؒ کے فارسی کلام کا مجموعہ سلطان بہلول لودھی اور سلطان حسین کی لڑائیوں میں ضائع ہو گیا تھا۔(2) لیکن آپؒ کا بکثرت کلام آپ کی تصانیف اور مکتوبات میں ملتا ہے۔ ان کے متعلق آپؒ کی صراحت موجود ہے کہ وہ اشعار خود آپؒ کے ہی ہیں۔ آپؒ کے کلام کے متعلق اعجاز قدوسی لکھتے ہیں:

"آپؒ کے کلام میں بھرپور رچاؤ، لذت، کیفیت، سادگی، دل نشینی، سوز گداز، اور اثر آفرینی ہے۔"(3)

آپؒ ہندی کے بھی عظیم المرتبت شاعر تھے۔ آپؒ کے ہندی کلام میں بعض وہ الفاظ ملتے ہیں جو آج بھی اردو میں رائج ہیں۔ اس لحاظ سے آپؒ کا شمار اردو کے محسنین میں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ آپؒ ہندی پر اچھا عبور رکھتے تھے۔ رشد نامہ بلکہ ان کی تمام تصانیف میں ہندوی دوہرے بہت کثرت سے ملتے ہیں۔ آپؒ کے ہندی دوہے حافظ محمود شیرانی کی کتاب " پنجاب میں اردو" میں نقل ہیں۔(4) جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ ان صوفیائے کرام میں سے تھے جنہوں نے اردو کی ابتدائی نشوونما میں حصہ لیا۔

آپ کی تصانیف میں سے درج ذیل تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔

1	شرح عوارف المعارف	2	حاشیہ فصوص الحکم	3	رسالہ قدسیہ (وحدت الوجود پر)
4	رسالہ قرۃ العین	5	اسرار العجائب	6	اوراد شیخ عبدالقدوسؒ
7	غرائب الفوائد	8	فوائد القرآت	9	نور المعانی، شرح قصیدہ امانی
10	مظہر العجائب	11	رسالہ قدسی	12	مجموعہ کلام فارسی
13	شرح مصباح	14	مظہرِ عجائب	15	رسالہ نور الہدیٰ
16	حاشیہ شرح صحائف				

17-انوار العیون: اس میں سات فنون بیان فرمائے، فنِ اول میں شیخ عبدالحق الدینؒ کے مناقب بیان کرنے کے ساتھ اپنی ان کے ساتھ بے پناہ عقیدت کا اظہار کیا ہے(5)۔

---

(1)۔ قدوسی، اعجاز الحق، شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، کراچی: اکیڈیمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، 1961ء، ص403۔

(2)۔ رکن الدین، شیخ، لطائف قدوسی، دہلی: مطبع مجتبائی، 1311ھ، ص100۔

(3)۔ قدوسی، شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، ص404۔

(4)۔ شیرانی، محمود خان، پنجاب میں اردو، لکھنؤ: مکتبہ کلیاں، 1960ء، ص187-190

(5)۔ دہلوی، عبدالحق محدث، اخبار الاخیار، ص۵۳۵۔

18-بحرالانشعاب: یہ کتاب زمانہ طالب علمی میں لکھی تھی۔ علم الصرف سوالاًجواباًانداز میں ہے۔

19- رشد نامہ: یہ ابتدائی زمانہ کی تصنیف ہے۔آپؒ کے بیٹے شیخ رکن الدین نے اس پر ایک حاشیہ تحریر کیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کواتباع سنت وشریعت کا خاص خیال رہتا تھا۔(1)۔

20- ملفوظات قدوسی: آپؒ کے دو مجموعوں کاذکر ملتا ہے۔ لطائف قدوسی اوراسرار العجائب۔

لطائفِ قدوسی: آپ کے ملفوظات کے اس مجموعہ کو ''لطائفِ قدوسی'' کا نام دیا گیا(2)۔اسے آپ کے فرزند و سجادہ نشین شیخ رکن الدین نے ترتیب دیا اور آپ کے بیشتر حالاتِ زندگی،ارشادات اور کرامات کا بیان کیا ہے۔اس کی کئی باتوں سے اس عہد کی تاریخ پر بھی روشنی پڑتی ہے(3)۔

اسرار العجائب: یہ بھی آپکے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے جامع مکتوبات قدوسیہ شیخ خضربڈھن عرف میاں خان جونپوری نے جمع کیا۔اسکاذکر مکتوبات قدوسیہ سے ہی ملتا ہے۔ مگر تاحال ابھی شائع نہیں ہو سکا۔(4)

21۔مکتوبات قدوسیہ:

آپؒ کی دیگر تصانیف کی طرح حقائق و معارف لدنی اور اسرار ورموز سے بھرپور ہیں اور بہت ذوق وشوق سوز و گداز ہجر وفراق اور نالہ فریاد سے بھرے ہوئے ہیں۔ جنہیں آپؒ کے ایک مرید و خلیفہ شیخ خضربڈھن بن رکن الدین عرف حضرت میاں خان صدیقی جونپوری نے جمع کیا تھا۔ مجموعہ کے مکتوب الیہم میں مریدین،معتقدین،خلفاء،سلاطین ،امراءاور قضاۃ شامل ہیں۔ پہلی مرتبہ انہیں نواب سکندر علی خان والیِ ریاست مالیر کوٹلہ کی فرمائش پر مطبع احمدی دہلی نے شائع کیا۔اس مجموعہ مکاتیب میں ۱۹۳ مکتوبات شامل ہیں۔ مجموعہ کے آخر میں شیخؒ کے بڑے صاحبزادے کے کتب خانہ سے برامد ہونے والے مکتوبات کو بطور ضمیمہ بھی شامل کیا گیا۔مکاتیب قدوسیہ کا جامع مکتایب شیخ بڈھن کے ہاتھ کا لکھاہوا قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔اس کے آخری کچھ صفحات غائب ہیں اور سرورق پر " فدوی عالمگیر بادشاہ" کی مہریں لگی ہوئی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ (مغل) شاہی کتب خانے میں رہا ہے۔(5)اس مجموعہ مکتوبات کااردو ترجمہ بھی ہوچکا ہے جو کپتان واحد بخش سیال چشتی نے کر کے الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور

---

(1)۔نظامی، خلیق احمد،تاریخ مشائخ چشت،لاہور: زاویہ پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۹۱۔

(2)۔مقدمہ عوارف المعارف۔ص ۶۴۔

(3)۔محمد اکرام، شیخ،رودِ کوثر،لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۵، ص ۷۴۔

(4)۔قدوسی، شیخ عبدالقدوس گنگوہی اوران کی تعلیمات، ص432۔

(5)۔قدوسی،اعجازالحق، شیخ عبدالقدوس گنگوہی اوران کی تعلیمات،ص434-435۔

سے 2010 میں شائع کروایا۔ مجموعہ میں زیادہ تر مکاتیب آپؒ کے مریدین وخلفاءؒ کے سوالات کے جوابات ہیں۔ اکثر مکتوبات اپنے مرید وخلیفہ شیخ عبدالرحمٰنؒ اور شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کے نام ہیں۔(1)

مکتوبات قدوسیہ سے ایک انتخاب بھی کیا گیا جو 54 مکتوبات پر مشتمل ہے اور "منتخب مکتوبات قدوسیہ" کے نام سے مکتبہ مجتبائی دہلی سے شائع ہوا۔

ان مکاتیب میں قران واحادیث مبارکہ سے استشہاد ہے۔ فارسی اشعار ورباعی اور ہندی دوہوں کا استعمال کثرت سے ہے۔ گو خواجہ احمد یحیٰ منیری علیہ الرحمہ نے بھی نے سلطان وقت محمد تغلق (2) کو ایک مکتوب لکھا تھا جس میں اسے اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینے کی نصیحت فرمائی تھی۔ لیکن شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے جس طرح تین جلیل القدر بادشاہوں کو اور دیگر اراکین سلطنت کو مکتوبات لکھے۔ پھر مختلف قضاہ اور لودھی اور مغل امراؒ کو بھی خط لکھے۔ اس لحاظ سے ان کے مکتوبات کو مکتوبات امام ربانی کا پیش رو بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخؒ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین نے "لطائف قدوسی" میں ان مکتوبات کے بارے میں یوں لکھا ہے:

---

(1)۔شارب، ظہور الحسن (ڈاکٹر)۔تذکرہ اولیائے پاک وہند۔۵۸/۲

(2)۔سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ(۷۲۵ھ-۷۵۲ھ/۱۳۲۴ء-۱۳۵۱ء)اصل نام ملک فخر الدین تھا۔بہت سی صلاحیتوں کا حامل مگر اضداد کا نمونہ تھا۔ حافظ قرآن، نماز وروزہ کا پابند تھا۔اس کی قابلیت اور جدت طبع سب مورخین کے نزدیک مسلم ہے، مگر بہت شدت پسند بھی تھا۔اس نے کئی بڑے فیصلے کر کے ان کو پوری قوت کے ساتھ سرانجام دینے کی کوشش کی، جس وجہ سے ہندوستان کو نقصان زیادہ ہوا۔اس نے دہلی کی بجائے دیوگیر کو دارالخلافہ بنایا جس میں رعایا کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ستائیس سال حکومت کرنے کے بعد ٹھٹھہ میں وفات پائی۔ محمد اکرام، شیخ، آب کوثر، ص ۴۰۱-۴۰۲۔ محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں سلطان محمد تغلق کے بارے میں لکھتا ہے کہ یہ نیکی اور بدی دونوں میں کامل نمونہ تھا۔ایک طرف تو خواہش تھی کی بادشاہت کے ساتھ نبوت کا منصب بھی مل جائے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ملکی اور شرعی ہر طرح کے احکام کا سرچشمہ بن جائے ۔دوسری طرف یہ حالت تھی کہ ارکان اسلام کی پوری پوری پیروی بھی کرتا تھا۔ فرائض وسنن بلکہ مستحبات کا بھی پابند تھا، نشہ نہیں کرتا تھا، دیگر فسق و فجور سے کوسوں دور تھا اور حرام اشیأ کی جانب آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی قہر وغضب، سیاست (سزادینا)، ناحق خونریزی اور بندگان خدا پر سختی کرنے میں اسے کوئی شئے نہیں روکتی تھی۔اس کی سخاوت کا یہ حال کہ غریب ومحتاجوں کی پرورش اس کا شعار تھا۔ وہیں ظلم وستم کا یہ عالم تھا کہ کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جس میں مشائخ وسادات، علمأ اور سپاہی اس کی خونخوار سیاست کا شکار نہ ہوتے ہوں۔ فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ، مترجم: محمد مدثر بھٹی، لاہور: توصیف پبلیکیشنز، 2017ء، ۳۰۷/۱۔ بدایونی اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ سلطان محمد عادل شاہ تغلق کی شخصیت بھی عجیب مجموعہ اضداد تھی۔ نام عادل تھا اور بزعم خود عدل وفیاضی کا پورا اہتمام کرتا تھا لیکن طبعی رجحان ظلم وخون ریزی کی جانب تھا۔اس کی خونریزیوں کی وجہ سے اس کا لقب ہی "خونی شاہ" پڑ گیا تھا۔ منتخب التواریخ ۱۲۳/۱۔

"وعلم مکتوب نویسی بعلم لدنی چنان شد کہ در جہان ثانی نبود، چنانچہ از نسخہ مکتوبات حضرت قطبی و شیخی معاینہ و مشاہدہ ست"(1)

(اور علم لدنی کی بدولت مکتوب نویسی اور انشاء پردازی مین آپؒ کو وہ کمال حاصل تھا کہ دنیا میں آپؒ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جس کااندازہ میرے شیخ اور قطب کے مکتوبات سے ہو سکتا ہے)

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے عمائدین سلطنت کے نام مکتوبات

ابتداً شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا رجحان طبع لودھی خاندان خصوصاً سکندر لودھی کی تائید میں رہا تھا۔ آپؒ نے اسے ایک طویل مکتوب لکھا۔ جب ابراہیم لودھی اور بابر کی پانی پت میں جنگ ہوئی تو ابراہیم لودھی نے آپؒ سے اپنے لشکر میں شامل رہنے اور دعا کرنے کی استدعا کی۔ آپؒ نے انکار فرمایا اور اسے کہلا بھیجا کہ مجھے تمھاری فتح نظر نہیں آرہی۔ مگر اس کے پرزور اور پیہم اصرار سے آپؒ لودھی لشکر میں تشریف لائے۔ مگر جب لودھی لشکر نے شکست کھائی تو اس کے سپاہیوں کی مانند آپ کو بھی گرفتار کر کے پاپیادہ پانی پت سے دہلی لے جایا گیا۔ مگر بعد میں جب بابر کو معلوم ہوا تو اس نے آپؒ کو قید سے نکلوایا اور آپ کی عزت افزائی کی (2)۔ آپؒ نے باوجود اس کے کہ آپؒ کو مغلوں نے گرفتار کیا اور ان کی طرف سے آپؒ کو بڑھاپے میں اتنی تکلیف پہنچی، آپ نے مغل بادشاہ کی خیر خواہی اور رعایا کی آسانی کے لیے بابر اور پھر ہمایوں کو بھی مکتوبات لکھے اور ان کی رہنمائی فرمائی۔

ہندوستان کی تاریخ میں آپؒ کی یہ کوشش ہمیشہ یادگار رہے گی کہ آپؒ نے لودھی دور میں اس کے سلطان اور امراء کو اور مغل دور میں اس کے فرمارواؤں اور اس کے امراء کو اپنے مکتوبات کے ذریعے اعلائے کلمۃ الحق، اتباع سنت، ترویج شریعت، عدل وانصاف اور احترام علاماء کی جانب توجہ دلائی۔

حضرت گنگوہیؒ کے امراء کو مکتوبات

آپؒ نے کئی اہم امراء کو علمی اور روحانی رہنمائی فرمائی۔ ان میں لودھی امراء کے علاوہ مغل امراء بھی شامل ہیں۔ طبقات اکبری کے مطابق سکندر لودھی کے ترپن (53) امراء تھے۔ (3) مکتوبات قدوسیہ میں جن امراء کے نام ملتے ہیں ان میں ہیبت خان، خواص خان (وزیر شاہ)، سعید خان، ابراہیم خان اور دلآور خان شامل ہیں۔ ان کے علاوہ آپؒ نے تردی بیگ کو بھی مکتوب لکھے ہیں جو ایک اہم مغل امیر تھا۔ کتب تواریخ کے مطابق یہ امرأ اپنے عہد حکومت میں بہت فعال

---

(1)۔ گنگوہی، رکن الدین، لطائف قدوسی، دہلی: مطبع مجتبائی، 1894ء، لطیفہ: 30، ص5۔

(2)۔ محمد اکرام (شیخ)، رود کوثر، ص ۷۶۔

(3)۔ احمد، نظام الدین، خواجہ، طبقات اکبری، مترجم ومرتب: محمد ایوب قادری، لاہور: اردو سائنس بورڈ، 1990ء، ص453۔

اور موثر کردار ادا کر رہے تھے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مجموعہ مکتوبات کے تقریباً پچیس مکتوبات کو ان کے حکومتی شخصیات کی طرف مکتوبات کہا جا سکتا ہے۔ جن میں آپؒ نے ان حکومتی اراکین کو رجوع الی اللہ، دنیا اور اس کی محبت سے رو گردانی کرنے، آخرت کی طرف رجوع کرنے اور اس کی تیاری کرنے، طلب مولیٰ میں اپنی ہمت کو بلند کرنے، معرفتِ الٰہی کے حصول اور عبادت خداوندی کے ذوق، کلام الٰہی کے اسرار و رموز، اچھے دوستوں کی فضیلت و اہمیت جیسے اہم موضوعات پر لکھا ہے اور ان مکتوبات کے ذریعے ان امراء و وزرائکی دینی، علمی اور سیاسی راہنمائی فرمائی ہے۔

خواص خان کے نام مکتوبات: خواص خان اہم لودھی امراء سے تھا۔ اسے شجاعت میں رستم زماں اور سخاوت میں حاتم دوراں کہا جاتا تھا۔ اسے اہل ہند اولیاءاللہ میں شمار کرتے تھے۔ شیر شاہ سوری کے ہاں بھی اسے بہت مقبولیت حاصل رہی لیکن سلیم شاہ نے اس کی قدر نہیں کی اور اپنے ایک حاکم کے ذریعے مروا دیا۔ دہلی میں لا کر دفن کیا گیا۔(1) حضرت شیخ کے خواص خان کے نام چار مکتوبات ملتے ہیں۔ مکتوب نمبر 47، 48، 49، 58 جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ کو خواص خان سے بہت تعلق خاطر تھا۔ وہ بھی شیخ سے غیر معمولی عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت شیخؒ نے اسے وزیر شاہ، خان اعظم خاقان معظم اور مسندعالی جیسے القابات سے مخاطب کیا ہے اور اس کو معرفت الٰہی، عبادت خداوندی، خدمت خلق، عرفاء اور علماء کی خدمت کرنے اور ان کی ہم نشینی کی اہمیت اور برکات کو بیان کر کے انہیں انسانی فوز و فلاح کا مدار قرار دیا ہے۔(2) ایک مکتوب (مکتوب 49) میں لکھا کہ اعمال کا دار و مدار خلوص نیت پر ہے انسانی معدن میں سب سے بڑا جوہر معرفت الٰہی ہے۔ جس کا حصول کوشش اور عمل سے متعلق ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کو ظاہر کرتے ہوئے خواص خان کی توجہ اس جانب مبذول کروائی ہے کہ دولت کا درست مصرف یہ ہے کہ اسے کار خیر میں اور محبان حق پر خرچ کیا جائے۔(3)

"عزیز من چوں دنیا ہیچ قدر ندارد، و جز فنا روئے نمی آعَرد، امانت بردست ماست کہ ' وللہ میراث السمٰوات والارض' اگردر کار حق و محبان حق حق شود، و زادِ آخرت گردد،وسیلت باشد مرحصول محبت حق و محبان حق را فنعماھی الحمدللہ"(4)

ابراہیم خان سروانی کے نام مکتوب: ابراہیم خان بہلول لودھی کے وزیر خان اعظم عمر خان سروانی کا بڑا بیٹا، مشہور سردار ہیبت خان کا بڑا بھائی اور لودھی امراء سے تھا۔(5) حضرت شیخؒ نے اسے ایک ہی مکتوب لکھا، مکتوب نمبر

---

(1)۔ قدوسی، اعجاز الحق، شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، ص444۔

(2)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 47، ص63-64۔

(3)۔ ایضاً، مکتوب 58، ص77۔

(4)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 49، ص65-66۔

(5)۔ شروانی، عباس خان، شروانی نامہ، علی گڑھ: شیروانی پرنٹنگ پریس، 1953ء، ص36۔

11۔اس مختصر مکتوب میں آپؒ نے اسے خان اعظم اور خاقان معظم کے القابات سے مخاطب فرما کر دنیا کے حسن و قبح کو واضح کرکے اسے دولت کا صحیح مصرف بتایا ہے(1)

ہیبت خان سروانی کے نام مکتوبات: ہیبت خان سروانی عمر خان سروانی کا چھوٹا بیٹا تھا۔اعظم ہمایوں اول کہلایا(ہیبت خان سروانی کے بیٹے عیسیٰ خان سروانی کو اعظم ہمایوں دوم کا خطاب ملا تھا) سکندر لودھی نے ہیبت خان کو بہت عروج دیا پٹنہ کو بطور جاگیر بخشا، پھر اس کے ناراض ہونے پر کچھ عرصہ ہیبت خان محمود خان خلجی کے پاس مالوہ رہا۔سکندر لودھی کی وفات کے بعد ابراہیم لودھی کے دربار سے منسلک ہوا۔چالیس سال تک لودھی سلطنت کا اہم امیر رہنے کے بعد 932ھ میں وفات پائی۔(2)مکتوبات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیبت خان کو حضرت شیخ سے غیر معمولی عقیدت تھی۔مکتوبات قدوسیہ میں آپؒ کے ہیبت خان کے نام چار مکتوبات ملتے ہیں۔مجموعے میں ان مکتوبات کا 10، 15، 59، 117 نمبر ہیں۔ ہیبت خان سروانی کو بھی آپؒ نے خان اعظم، خاقان معظم، مشفقِ غرباء والفقراء، محب العلم والعلماء والصلحاء جیسے عظیم الشان القابات سے مخاطب فرمایا ہے۔دسویں مکتوب میں آپؒ نے دنیا کی بے ثباتی اور طلب مولیٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ پندرھویں مکتوب میں انہیں ترکِ خودی کے ساتھ ترکِ دنیا کی جانب اشارہ کیا لیکن واضح کر دیا کہ اس سے جسمانی ترک مراد نہیں بلکہ قلبی اور روحانی ہے۔اس کے لیے گھر بار چھوڑ کر غاروں میں بیٹھ جانا ضروری نہیں بلکہ قلب میں دنیا ومافیھا کو جگہ نہ دے(اور "دست بکار دل بیار" پر عمل کرے)اس کے ساتھ غرباء و مساکین کی امداد کریں کہ وہ حق تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور فقراء وصلحاء کی دلجوئی بھی کریں کہ وہ محبوبان حق ہیں۔مکتوب نمبر 59 میں ہیبت خان کو میدان محبت کے شاہباز، مرد مجاہد، مقبول حق، غواص بحر سبحانی اور برادرم کے القاب دے کر ان سے اپنے اس اشتیاق کا ذکر کیا ہے جو ہیبت خان سے ملاقات کے لیے حضرت شیخ کو تھا۔مکتوب نمبر 117 جوابی مکتوب ہے۔ جس میں انہیں خواب اور اس کے تعبیر کے بارے میں قرآن وسنت اور بزرگوں کے اقوال کے حوالے سے راہنمائی فرمائی ہے۔(3)

سعید خان سروانی کے نام مکتوب: سعید خان سروانی ہیبت خان سروانی کا پوتی کے شوہر اور عیسیٰ خان سروانی کا داماد تھا۔سلطنت لودھی کی جانب سے گورنرِ لاہور رہا۔952ھ میں ہونے والی کالنجر کی مہم میں اہم کردار ادا کیا تھا۔(4)

---

(1)۔گنگوہی، عبدالقدوس(شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 11، ص16۔

(2)۔شروانی، شروانی نامہ،، ص،36-52۔

(3)۔ دیکھیں: گنگوہی، عبدالقدوس(شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 10/ص15، مکتوب 15/ص22، مکتوب 59/ص79، مکتوب 117/ص221۔

(4)۔شروانی، شروانی نامہ،، ص38۔

حضرت شیخ نے اسے ایک مکتوب لکھا، مکتوب نمبر 39، جس میں اسے انسانی زندگی اور دنیاوی شان وشوکت کو قرض کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ یہ سب اشیاء فانی اور زوال پذیر ہیں۔ ان کے دھوکے میں آکر مومن کو کسی وقت بھی خیال آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور افعالِ حسنہ اور اعمال خیر کو آخرت کے لیے زادِراہ بنانا چاہیئے۔(1)

دلاور خان کے نام مکتوبات: دلاور خان میاں بھوہ خان کے صاحبزادے تھے جو سادات میں سے تھے۔ میاں بھوہ خان بن خواص خان اکبر آبادی طب و حکمت سے بہت بڑے عالم تھے۔ سکندر لودھی نے ان کی قدر افزائی کرتے ہوئے انہیں اپنے مصاحبین میں شامل کیا۔ یہاں تک کہ وہ ترقی کرتے ہوئے سکندر کے معتمد خاص اور وزارت عظمیٰ کے عہدے تک جا پہنچے۔ مگر ابراہیم لودھی نے بر سراقتدار آکر انہیں بغیر کسی وجہ کے گرفتار کیا اور پھر قتل کروا دیا۔ ان کے قتل پر شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے دلاور خان کو تعزیت کا مکتوب (مکتوب 62) لکھا جس میں اس کے والد کی اہم صفات بیان کرکے اور دنیا کی بے ثباتی کو بیان کرکے صبر کی تلقین فرمائی ہے۔(2)

شیخ سلیمان قرملی کے نام مکتوبات: شیخ سلیمان قرملی بھی لودھی امراء میں سے تھا۔ حضرت شیخ نے انہیں ایک مکتوب بھیجا۔ متن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخؒ ان کو ذاتی طور پر نہیں جانتے آپؒ نے ان کو مساکین و غرباء کی خدمت کو سعادت قرار دیتے ہوئے اپنے خلیفہ اور جامع مکتوبات شیخ خضر بڈھن کی سفارش کی ہے۔ جو کسی وجہ سے لشکر میں گئے ہوئے تھے۔(3)

میر تردی بیگ کے نام مکتوبات: مغل امراء میں حضرت شیخ نے میر تردی بیگ کو بھی دو مکتوبات (مکتوب نمبر 119، 131) تحریر فرمائے۔ تردی بیگ ہمایوں کا خدمت گزار تھا۔ ان کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ تردی بیگ بھی حضرت شیخ سے خاص عقیدت رکھتا تھا۔ مغلیہ دربار میں اہم منصب پر فائز تھا۔(4)

حضرت گنگوہیؒ کے قضاۃ کو مکتوبات

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مجموعہ مکتوبات میں کئی قضاۃ کے نام بھی مکتوبات ملتے ہیں۔ مثلاً قاضی دانیال، قاضی جلال، قاضی عبدالرحمٰن، قاضی حسین اور قاضی عبدالسمیع وغیرہ۔

---

(1)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 39، ص57۔

(2)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 62، ص85۔

(3)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب 29، ص40۔

(4)۔ شاہنواز خان، صمصام الدولہ، مآثر الامراء، مترجم: محمد ایوب خان قادری، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، 1968ء، 1/461-465۔

قاضی دانیال حاکم رودولی کے نام مکتوبات: قاضی دانیال رودولی کے حاکم اور شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے سگے ماموں تھے(1)۔ آپؒ نے ان کو جو مکتوب لکھا اس میں دنیا کی بے ثباتی اور کی فانی راحتوں کو بڑے بلیغ انداز میں واضح کر کے اپنی عمر کے ضیاع پر تاسف کیا ہے(2)۔

قاضی جلال کے نام مکتوبات: قاضی جلال تھانیسر کے رہائشی تھے۔ان کے علاوہ آپؒ کے ایک خلیفہ بھی جلال الدین ہیں جو تھانیسر کے رہنے والے تھے۔ جن کے نام آپؒ کے بہت سے مکتوبات مجموعہ میں شامل ہیں۔ مگر یہ قاضی جلال ہیں آپؒ نے انہیں ایک مکتوب (مکتوب نمبر 43) لکھا۔ جس میں انہیں حیات انسانی کے تھوڑا ہونے اور سفر کے طویل ہونے کی وضاحت فرما کر انسان کی اصل ضرورت کی جانب راہنمائی فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ اسے ہر سانس یاد اور طلب حق میں گزارنا چاہیے(3)۔

قاضی عبدالرحمٰن کے نام مکتوبات: حضرت شیخ نے قاضی عبدالرحمٰن کو پانچ مکتوبات (مکتوب نمبر 71، 76، 83، 95، 126) تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے نام کچھ مکتوبات میں شیخ رکن الدین (صاحبزادہ) کو بھی ساتھ شامل فرمایا ہے۔ ایک مکتوب میں ان کے علاقے کی جانب نسبت کر کے انہیں شاہ آبادی لکھا ہے جس سے علم ہوتا ہے کہ قاضی عبدالرحمٰن شاہ آباد سے نسبت رکھتے تھے۔ مکتوب 71 میں طلب حق کی شرائط پر لکھا ہے، مکتوب 76 میں (وَاعْبُدُوااللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن) کی وضاحت فرمائی ہے۔ مکتوب 83 ایک طویل جوابی مکتوب ہے۔ جس میں تصوف کے مختلف مراتب و حالات کا بیان ہے۔ اصل میں قاضی صاحب نے حضرت شیخ کو اپنے احوال وواردات لکھ کر بھیجے تھے۔ اس مکتوب میں ان کی وضاحت فرمائی ہے۔ مکتوب 95 میں بھی ان کے مکتوب کا جواب دیا ہے۔ اور ان کے احوال کی وضاحت فرمائی ہے۔ آخر میں خواب اور ان کی تعبیر کے بارے میں راہنمائی کی ہے۔ مکتوب نمبر 126 بھی طویل جوابی مکتوب ہے۔ جس میں مشائخ کرام کی صحبت کی برکات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے(4)۔

---

(1)۔گنگوہی، رکن الدین، لطائف قدوسی، لطیفہ 7، ص7۔

(2)۔گنگوہی، عبدالقدوس(شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب14، ص20۔

(3)۔گنگوہی، عبدالقدوس(شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب43، ص59۔

(4)۔گنگوہی، عبدالقدوس(شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مکتوب71، ص98، مکتوب76، ص108، مکتوب83، ص123، مکتوب95، ص150، مکتوب126، ص245-248۔

قاضی عبدالسمیع کے نام مکتوبات: یہ قاضی صاحب بھی تھانیسر کے رہنے والے تھے۔انہیں بھی حضرت شیخ نے ایک مکتوب(مکتوب نمبر96) تحریر فرمایا۔اس میں آپؒ نے وجود کی اقسام(واجب الوجود، ممتنع الوجوداور ممکن الوجود)پر لکھ کرارسال فرمایاہے(1)۔

قاضی حسین کے نام مکتوبات: قاضی حسین منگلور کے رہنے والے تھے۔ مجموعہ میں حضرت شیخ کے ان کے نام دو مکتوبات(مکتوب نمبر166،133) ملتے ہیں۔ مکتوب نمبر 133 میں ان کی مشکل کو بیان کر کے اس کا حل دیاہے،صوفیاء کے کائن اور بائن ہونے کو شرح عوارف کے حوالے سے وضاحت کے ساتھ بیان فرمایاہے۔مکتوب نمبر 166جوابی مکتوب ہے جس میں ان کے سوالات یامسائل کے شافی جوابات مرحمت فرمائے ہیں(2)۔

حضرت گنگوہیؒ کے سلاطین کو مکتوبات

علماء ومشائخ کرام کے معلوم مکتوبات کے مجموعوں کے مطالعہ سے علم ہوتاہے کہ برصغیر میں بادشاہوں کے نام مکتوبات میں اہمیت کے لحاظ سے سرفہرست حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مکتوبات ہیں۔آپؒ کولودھی افغانوں سے خاص تعلقِ خاطر تھا۔جب آپؒ نے محسوس کیاکہ لودھیوں خصوصاً سکندر لودھی نے شعائرِاسلام کو بلند کیاہے تواس بناپر وہ سکندر لودھی کی بڑی قدر کرتے تھے۔آپؒ نے رہنمائی کے لیےاسے باقاعدہ خط لکھا۔پھرجب مغل بادشاہ بابر تختِ دہلی پر براجمان ہواتواسے بھی ایک خط لکھاجس میں اسے تاکید کی کہ وہ شرع محمدی کی ترویج کے لیے اقدامات عمل میں لائے ۔پھرآپؒ نے بابر کے جانشین ہمایوں کو بھی مکتوبات لکھے جن میں اس کو پندونصائح سے نوازا اوراسے تحت سنبھالنے پر مبارک باد دیتے ہوئے خلقت پراحسان کرنے کی ترغیب دی ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کاسلطان سکندر لودھی کے نام مکتوب

پندرہویں صدی عیسوی خاندان لودھی برسراقتدار آیااور تقریباً پون صدی سے زیادہ حکومت کی۔اس خاندان کازمانہ (۸۵۵ھ-۹۳۰/۱۴۵۱ء-۱۵۲۶ء) تھا۔سکندر بن بہلول لودھی اس خاندان کادوسرا بادشاہ تھا،اس کااصل نام نظام خان تھا۔کہاجاتاہے کہ تیموراور بابر کے ہندوستان پر حملوں کے درمیان جن سلاطین نے ہندوستان پر حکومت کی ان میں سکندر لودھی (۸۹۴ھ-۹۲۳ھ/۱۴۸۸ء-۱۵۱۷ء) کو اپنی انتظامی صلاحیت ،سیاسی بصیرت، عملی دلچسپی اور مذہبی شغف کے باعث ایک خاص مقام حاصل ہے۔سکندر کااٹھائیس سالہ دور حکومت ہندوستان کی سماجی اور تہذیبی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔۱۵۰۳ھ یا ۱۵۰۴ء میں سکندر لودھی نے آگرہ شہر کی بنیاد رکھی اور پھر۱۵۰۶ھ میں اسے اپنادار

---

(1)۔گنگوہی،عبدالقدوس(شیخ)،مکتوبات قدوسیہ،مکتوب96،ص151۔

(2)۔گنگوہی،عبدالقدوس(شیخ)،مکتوبات قدوسیہ،مکتوب133،ص257-259،مکتوب166،ص330۔

الحکومت بنایا۔ علم دین میں درک ہونے کے ساتھ بہترین شاعر اور سیاسی مدبر تھا۔ تخلص گل رخ تھا۔ شیخ محدث دہلوی سکندر کے بارے میں کہتے ہیں کہ حقیقت میں اس سلطان سعادت نشان کے عہد کی خوبیاں حد تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ (1) ۲۱-نومبر ۱۵۱۷ء کو دہلی میں وفات پائی، قطب مینار کے ساتھ لودھی باغ میں اپنے تعمیر کردہ مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ نے سلطان سکندر لودھی (۸۹۴ھ-۹۲۳ھ/۱۴۸۸ء-۱۵۱۷ء) (2) کے نام ایک طویل مکتوب لکھا جو ان کے مکتوبات کے مجموعے ''مکتوبات قدوسیہ'' میں شامل ہے۔اس میں اسے ''روشن ضمیر''اور'' منیر حق پذیر'' کے القاب سے مخاطب کیا۔اسے یہ بتایا کہ بقائے جہاں کا انحصار ایک سلطان پر ہوتا ہے۔اسے عوام خصوصاً علماء وصلحاء اور آئمہ کے ساتھ اچھے سلوک کی ترغیب دی، بادشاہ بننے پر مبارک باد دی پھر بادشاہت کے مرتبے اور اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں وضاحت فرمائی۔ بادشاہ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ ایک بادشاہ دنیا میں بادشاہی کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر مرتبہ کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ حمد وثناء، درود پاک اور خطاب وسلام کے بعد لکھتے ہیں: بیت ؎

'' تو سلطانی ترا زیبد عطاء عام بخشیدن
کہ عالم بخش می گردد غنائم ہائے سلطانی

(تو بادشاہ ہے اور تجھے عطاو بخشش زیب دیتی ہے کہ سارا جہان بادشاہ کے جودو کرم سے مالامال ہو جائے)

روشن ضمیر، منیر حق پذیر، شہر یار تاجدار،ان صفات کے ساتھ انتظام سلطنت نہایت اعلیٰ واشرف شغل ہے اور تمام اولیاء واتقیاء، علماء وصلحاء مجاہدین فی سبیل اللہ کا جامع شغل عدل ہے کیونکہ (بادشاہ کا) ایک ساعت کا عدل دوسروں کی ساٹھ سالہ عبادت سے افضل ہے۔دین کی بقا اور سلطنت کا استحکام بادشاہِ وقت کی ذمہ داری ہے۔اس لیے کہ بادشاہ اپنے

---

(1)۔فرشتہ، تاریخ فرشتہ (مترجم)، 1/391-404؛ محمد اکرام، شیخ، آب کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۵ء۔

(2)۔پندرہویں صدی عیسوی اور نویں صدی ہجری میں خاندان لودھی بر سر اقتدار آیا اور تقریباً پون صدی سے زیادہ حکومت کی اس خاندان کا زمانہ (۸۵۵ھ-۹۳۰ھ/۱۴۵۱ء-۱۵۲۶ء) تھا۔ سکندر بن بہلول لودھی اس خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا جس کا اصل نام نظام خان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ تیمور اور بابر کے ہندوستان پر حملوں کے درمیان جن سلاطین نے ہندوستان پر حکومت کی ان میں سکندر لودھی (۸۹۴ھ-۹۲۳ھ/۱۴۸۸ء-۱۵۱۷ء) کو اپنی انتظامی صلاحیتوں، سیاسی بصیرت، عملی دلچسپی اور مذہبی شغف کے باعث ایک خاص مقام حاصل ہے۔ سکندر کا اٹھائیس سالہ دور حکومت ہندوستان کی سماجی اور تہذیبی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ ۱۵۰۳ھ یا ۱۵۰۴ء میں سکندر نے آگرہ شہر کی بنیاد رکھی اور پھر ۱۵۰۶ھ میں اسے اپنا دارالحکومت بنایا۔ علم دین میں درک ہونے کے ساتھ بہترین شاعر اور سیاسی مدبر تھے۔ تخلص گل رخ تھا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سکندر کے بارے میں کہتے ہیں کہ حقیقت میں اس سلطان سعادت نشان کے عہد کی خوبیاں حد تحریر و تقریر سے باہر ہیں (اخبار الاخیار)۔ ۲۱-نومبر ۱۵۱۷ء کو دہلی میں وفات پائی اور قطب مینار کے ساتھ لودھی باغ میں اپنے تعمیر کردہ مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

ملک میں جان کی طرح ہے۔ جس طرح جسم کا قیام جان کے ساتھ ہے اسی طرح ملک کا قیام سلطان کے ساتھ ہے۔ کیونکہ کہا گیا ہے کہ اگر بادشاہ نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے کو کھا جاتے۔۔۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح جسم میں رکن اعظم سر ہے، اسی طرح خلق کے اندر طائفہ علماء ہے چنانچہ اس طائفہ کو سلطنت میں اس قدر رونق اور عزت دینی چاہیے کہ ہر عہد سے سبقت لے جائے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے شاہان عالم کو دنیا میں سربلند اور برگزیدہ فرمایا ہے قوت اور حکومت دے کر حکمرانی کی طاقت بخشی ہے۔ الملوک ظل اللہ فی الارض(1)(بادشاہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے سایہ کا مصداق ہیں) کا تاج ان کے سر پر رکھا ہے اور: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ(2)(اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے تمھارے حکمران ہیں) کا فخر (انہیں) بخشا ہے۔ پس اگر سلاطین ضعفاء، صلحاء، علماء اور مشائخ کی دلجوئی اور غم خواری نہ کریں تو نعوذ باللہ ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔۔۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وخصلتان ليس فوقهما شيء من البر الإيمان بالله والنفع لعباد الله(3)(انسان کی دو خصلتیں ہیں کہ جن کے اوپر کوئی چیز نہیں، ایمان باللہ اور خلق خدا کی بہبودی) اور یہ دونوں خصلتیں سلاطین میں جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ ان کی شفقت ساری دنیا پر ہوتی ہے۔ اس سے بہتر کیا خوبی ہو سکتی ہے کہ دونوں چیزیں یکجا ہوں اور یہ چیزیں بلند ہمتی سے حاصل ہو سکتی ہیں تا کہاں کی بدولت آدمی سب سے زیادہ سربلند ہو جائے اسی کا نام فَتُوَّت (جوانمردی) ہے۔۔۔ سارا جہاں آپ کے لطف و کرم کا امید وار ہے جہانداری و جہابانی آپ کو مبارک ہو۔ بیت ؎

چہ کم گردد ز گلزار جمالت
کہ برگے باید از وے بے نوائے

(تیرے گلزار حسن میں کیا کمی آجائے گی اگر ایک بے نوا نے اس سے ایک پھول کی پتی حاصل کر لی)"(4)

---

(1)۔ البيهقي، ابو بکر أحمد، السنن الكبرى للبيهقي (باب: فضل الامام العادل)، حیدرآباد: دائرۃ المعارف النظامیہ۔ ۱۳۴۴ھ۔ ۸/۲۸۱۔ رقم

(2)۔ سورۃ النساء ۴: ۵۹۔

(3)۔ غزالی، محمد بن محمد، أبو حامد، احیائے علوم الدین (باب فی حق المسلم والرحم والجوار) بیروت: دارالمعرفۃ، س ن، ۲/۲۰۸۔

(4)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)، مکتوبات قدوسیہ، مترجم: واحد بخش سیال، لاہور: بزم اتحاد المسلمین، ۱۴۱۲ھ، مکتوب ۳۴، ص ۱۴۲-۱۴۶۔

حضرت گنگوہیؒ کا ظہیر الدین محمد بابرُ گورکانی کے نام مکتوب

حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ لودھی خاندان کے خیر خواہ تھے اور ان کی تمام ہمدردیاں لودھی خاندان کے ساتھ رہیں۔ جیسا کہ ان کے بالا درج مکتوب بنام سلطان سکندر لودھی سے بھی ظاہر ہے۔ مگر جب خاندان مغلیہ برسرِ اقتدار آگیا تو انھوں نے یہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس خاندان کے پہلے بادشاہ ظہیر الدین محمد بابر گورکانی (۹۳۲ھ-۹۳۷ھ/۱۵۲۶ء-۱۵۳۰ء) (1) کو پوری خیر خواہی سے خط لکھا۔ جس میں اس کے حفظ مراتب کا پورا دھیان رکھا۔ اس کی صفات کو بیان کرکے اس کے علم و فضل کو اعتراف کیا۔ اسے نصائح سے سرفراز فرمایا اور بھرپور راہنمائی فرمائی، اس یقین کے ساتھ کے بادشاہ ان پر عمل کرے گا۔ آپؒ نے بابر کو علماء، آئمہ اور فقراء پر مہربانی کرنے، ان کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے، دنیا کی محبت کے فتنہ سے آگاہی، عدل و انصاف کرنے، احتساب کرنے اور اس کے لیے افسر مامور کرنے، پابندی سے نماز با جماعت ادا کرنے کی تلقین کی اور آخر میں کافی وضاحت سے یہ لکھا کہ کفار کے ساتھ ایک مسلمان بادشاہ کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟ حمد درود و سلام، القاب اور دعا کے بعد لکھتے ہیں:

> ''...باید و سزد کہ برائے شکر نعمت منعم سایۂ عدل بر عالمیان چناں کشند کہ ہیچ کس ظلم نہ کند و ہمہ خلق و ہمہ سپاہ بہ اوامر و نواہی شرع مستقیم و مستدیم بودندنماز با جماعت گزارند و علم و علماء ا دوست دارند.و در بازارہر شہرے محتسبان بگردند.تا شہر و بازار بجمالِ شرع محمدی بیارایند و روشن و منور گردانند...''

''میری نصیحت یہ ہے (جبکہ آپ) اللہ تعالیٰ کے فضل سے حق تعالیٰ کے مقبول بندہ، شرع محمدی ﷺ کے پابند ہیں اور دین حنفی پر کمربستہ ہیں، تمام امور میں علمائے کرام کی ہدایت پر کاربند ہیں۔ عارفان کی طلب میں مصروف اور ان

---

(1)۔ ظہیر الدین محمد بابرُ گورکانی (۹۳۲ھ-۹۳۷ھ/۱۵۲۶ء-۱۵۳۰ء) ہندوستان میں مغل سلطنت کا بانی۔ باپ عمر شیخ مرزا ریاست فرغانہ، ترکستان کا حاکم تھا۔ باپ کی طرف سے تیموری (چغتائی) اور ماں قتلغ نگار خانم کی طرف سے چنگیز خان کی نسل سے تھا۔ مادری زبان ترکی تھی مگر عربی اور فارسی میں بھی تعلیم حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں باپ کا انتقال ہوا چچا اور ماموں کی شدید مخالفت برداشت کرنا پڑی۔ گیارہ برس پریشانی کے بعد ۱۵۰۴ء میں بلخ اور کابل کا حاکم بن گیا۔ ۱۵۲۶ء میں سلطان ابراہیم لودھی (۹۲۳ھ-۹۳۰/۱۵۱۷ء-۱۵۲۶ء) کو پانی پت میں شکست دے کر دہلی پر قبضہ کیا اور ایک مستقل حکومت کی بنیاد ڈالی۔ صرف سینتالیس سال کی عمر میں ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء) کو آگرہ میں وفات پائی۔ اور اپنی وصیت کے مطابق کابل میں دفن ہوا۔ (یہ انتقال تابوت وفات کے دس سال بعد ہوا) کابل میں بابر کی قبر پر اس کے پڑپوتے جہانگیر نے شاندار مقبرہ بنوایا۔ جو بابر باغ کے نام سے مشہور ہے۔ ''تزک بابری'' مشہور تصنیف ہے۔ خطِ بابری ایجاد کیا اور اس طرزِ تحریر میں قرآن حکیم کے کئی نسخے لکھ کر مکہ معظمہ بھجوائے۔ فارسی اور ترکی زبان میں شاعری بھی کرتا تھا۔ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ص22-23۔

کی خدمت میں مشغول ہیں۔ علم واہلِ علم کے قدردان ہیں۔من آحَبَّ العلم والعلماء لم تكتب خطيته ايام حياة(1)

(جو شخص علم اور علمائے دین سے محبت کرتا ہے اسکی زندگی بھر کے گناہ نہیں لکھے جاتے) کے حقدار ہیں۔ مجھے امید کامل اور یقین واثق ہے کہ آپ میری بات پر عمل کریں گے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنے عہدِ ہمایوں میں علمائے کرام، آئمہ عظام اور ضعفاء پر اس قدر مہربانی کریں کہ سابقہ تمام بادشاہوں سے سبقت لے جائیں۔ ان سے عُشر وصول نہ کریں تاکہ وہ معاشی مشکلات سے نجات پا جائیں کیونکہ فقیر سے کچھ طلب کرنا عقل سے بعید ہے۔ غریبوں سے کچھ وصول کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ۔۔۔ طائفہ علماء، آئمہؒ، ضعفاء و فقراء کمال مہربانی اور شفقت کا مستحق ہے تاکہ فراغ دل سے وہ حضرت بادشاہ اور تمام مسلمانوں کے حق میں دعا کریں ۔۔۔ یاد رکھیں دنیا فانی ہے اور آخرت بہتر اور باقی۔ عدل کرو! یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور یہ ہر حال اور ہر شخص کے لیے بہت ضروری ہے۔۔۔ قُرآن مجید میں آیا ہے کہ دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ بیت

حُبُّ الدنیا ذوقِ ایمانت بُرَد
زور از تن نُور از جانت بُرَد

(دنیا کی محبت ایمان کو برباد کرتی ہے۔ یہ جسم کی طاقت اور دل کے نور کو تباہ کر دیتی ہے)

لیکن جب دنیا (دولت) کو راہ حق میں اہل حق کے لیے خرچ کیا جائے تو مقبول بارگاہ اور پسندیدہ درگاہِ حق تعالیٰ ہے۔ نعم المال الصالح مع الرجل الصالح(2)(صالح مال مردِ صالح کے لیے ہے) بیت

نیست دنیا بد اگر کارے کنی
بد بوَد گر عزم دینارے کنی

(دنیا بری نہیں اگر کار خیر میں صرف ہو، بری اسوقت ہے جب تمہیں درہم و دینار کی طلب ہو)

مردان خدا دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتے ہیں اور جو کچھ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے رکھتے ہیں یعنی : التعظیم لامرالله والشفقة على خلق الله(3)(اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور خلق پر شفقت کے لیے خرچ کرتے ہیں اور ابدی فلاح

---

(1)۔الجوزی، عبدالرحمن بن علي۔العلل المتناهية في الأحاديث الواهية۔ بیروت: دار الکتب العلمية—١٤٠٣ھ۔١/١٠٧، رقم: ١٤٣۔

(2)۔ابن حبان، محمد بن حبان۔ صحیح ابن حبان، کتاب الزکوة، (باب، ذکر الإباحة للرجل الذي يجمع المال من حله إذا قام بحقوقه فيه)، بیروت: موسسة الرسالة، 1988ء، ٨/٦، رقم: ٣٢١٠۔

(3)۔الثعالبی، عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف۔الجواهر الحسان في تفسير القرآن۔ تفسیر سورة الذاريات۔ بیروت: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات۔ س ن— ٤/٢١٢

پاتے ہیں)آپ کو یہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکرانے میں خلقِ خدا کے ساتھ عدل وانصاف کریں کہ کوئی شخص دوسرے پر ظلم نہ کرسکے اور ساری رعایا اور ساری افواج شریعت کی پابندی میں کمربستہ ہو جائیں۔ نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں، علم و علماء کی صحبت اختیار کریں، ہر شہر اور ہر بازار میں ہر شخص محتسب بن جائے تاکہ ہر کوچہ و بازار جمالِ شرعِ محمدی ﷺ سے منور ہو جائے دین اسلام کو فروغ حاصل ہو اور حدیث :خیرالقرون قرنی(1)(تمام زمانوں سے میرا زمانہ بہتر ہے)کا نور چمکنے لگے۔

ہر علاقے میں نیک اور پاکباز عہدے دار تعینات کئے جائیں۔واجبات شرع کے مطابق وصول کئے جائیں تاکہ اسلام کا حسن نکھرے اور آں شاہِ عالم پناہ کو سرخروئی حاصل ہو۔ نیز کفار کو دیوان اسلام اور دارالسلام میں کوئی قانونی (دیوانی) نہیں دینا چاہیے۔دفتروں میں ان کو کام نہ دیا جائے اور نہ ان کو امیر اور عامل بنایا جائے تاکہ اسلامی ملک میں کفار کو اپنی خواری کا احساس ہو۔ جزیہ و ٹیکس وغیرہ ان سے شرع کے مطابق وصول کیا جائے مسلمانوں کا لباس پہننے سے منع کیا جائے۔۔اپنی رسومات کو بطور غلبہ ظاہر نہ کریں۔اسلامی بیت المال سے ان کو عطیات نہیں ملنا چاہئیں اور مسلمانوں کے ساتھ برابری نہیں ہونی چاہیے تاکہ اسلام کی شان کمال کو پہنچے "(2)

حضرت گنگوہیؒ کے نصیر الدین محمد ہمایوں کو مکتوبات

ظہیر الدین بابر کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں جان نشین بنا۔ نصیر الدین محمد ہمایوں(913ھ/1508ء)کو قلعہ کابل میں پیدا ہوا۔والدہ کا نام ماہم بیگم تھا۔(3)ترکی فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ حساب، فلسفہ، علم نجوم اور علم فلکیات میں خصوصی دلچسپی تھی۔ساتھ ہی سپہ گری اور نظم ونسق کی اعلیٰ تربیت حاصل کی۔صرف بیس سال کی عمر میں بدخشاں کا گورنر مقرر ہوا۔ بابر کی وفات کے بعد 1530ء میں تخت نشین ہوا۔مختلف وجوہات کی بنا پر تخت دہلی سے ہاتھ دھونا پڑے۔تقریباً پندرہ سال کی پریشانی کے بعد دوبارہ حکومت حاصل کی۔مگر جلد ہی صرف اڑتالیس سال کی عمر میں 1556ء وفات پائی۔مدفن دہلی میں ہے۔(4)حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ نے ہمایوں کو بھی دو مکتوب لکھے۔پہلے

---

(1)۔العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر أبوالفضل۔فتح الباري شرح صحيح البخاري(باب لايأتي زمان الاالذي بعده شر منه)۔۲۰/۱۳،رقم:۶۶۵۷۔

(2)۔گنگوہی،عبدالقدوس(شیخ)۔مکتوبات قدوسیہ۔۱۲۹/۱۶۱-۱۶۷-۱۶۵۔

(3)۔دیکھیں:گل بدن بیگم،ہمایوں نامہ،مترجم:عثمان حیدر مرزا،نئی دہلی:قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،2010ء،ص18۔127/3-محمد اکرام،شیخ،رود کوثر،ص33۔

(4)۔دہلوی(م1328ھ)،ذکاءاللہ،محمد،تاریخ ہندوستان،علی گڑھ:مطبع انسٹیٹیوٹ،1916ء،127/3؛محمد اکرام،شیخ،رود کوثر،ص33۔

مکتوب میں (جو اس کی تخت نشینی کے بعد لکھا گیا) آپؒ نے ہمایوں کے بارے میں جو سنا تھا ان صفات کا ذکر کر کے ان صفات کے دوام اور ان میں اضافے کی دعا فرمائی:

> "سننے میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی صفات کا مالک بنایا ہے اور زیورِ علم و عمل سے آراستہ فرمایا ہے اور یہ کہ آپ علماء و صلحاء کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آتے ہیں اور اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں اور ارباب علم و معرفت کی قدر کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے علم اور علماء کو دوست رکھا اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ یہ جان کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کیا۔ جو نیکی کرتا ہے نیکی پاتا ہے اس پر لاکھ لاکھ شکر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں مزید اضافہ فرمائے، بحرمت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "(1)

جب مختلف وجوہ کی بنیاد پر ہمایوں ہندوستان میں اپنی بادشاہت برقرار نہیں رکھ سکا۔ اور پریشانی میں ادھر ادھر پھرنے کے کافی عرصہ بعد اس نے ہندوستان پر دوبارہ فتح حاصل کی تو پھر اسے حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ نے دوبارہ مبارک باد اور خلق پر احسان کرنے کے بارے میں خط لکھا۔ اور اس طرف اس کی توجہ مبزول کروائی کہ ہندوستان میں اسلام دن بدن ترقی کرے اور اس کی رونقوں میں اضافہ ہوتا جائے۔ حمد، دعا اور سلام کے بعد لکھتے ہیں:

> "فتح و نصرت کے بعد واپسی مبارک ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح ہمیشہ فتح و نصرت نصیب فرمائے۔ یاد رہے کہ طائفہ فقراء کے ساتھ محبت اور علماء و صلحاء کے ساتھ احسان بہت مضبوط رسی اور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ جس کے اندر ہر مرض کی دعا اور ہر مشکل کا حل پنہاں ہے حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو یہ تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ سعادتِ دارین اور دولتِ کونین یہی ہے۔ خدا ہمیشہ نصیب کرے اور زیادہ سے زیادہ نصیب کرے فقراء اور آئمہ کو ہمیشہ خوش رکھنا چاہیے تاکہ دین اسلام کو رونق حاصل ہو اور نا اہلوں کے فتنہ و فساد سے نجات ملے۔: ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ (2) (اور اپنی نیکیوں کو جتانے اور تکلیف دینے سے برباد مت کرو) اس مبارک آیت پر عمل کرنا چاہیے تاکہ روز بروز اسلام کی رونق دوبالا ہو۔۔۔"(3)

---

(1)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)۔ مکتوبات قدوسیہ۔ ۱۷۰/۲۶۶۔

(2)۔ سورۃ البقرہ ۲: ۲۶۴۔

(3)۔ گنگوہی، عبدالقدوس (شیخ)۔ مکتوبات قدوسیہ۔ ۱۷۱/۲۶۷-۲۶۸۔

حرف آخر

بلا شبہ سرمایہ ادب و تصوف میں مکتوبات قدوسیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ان مکتوبات میں اہم نکات و رموز تصوف، علمی مسائل کی توضیحات، عقائد و اعمال کی تشریحات، ترویج و تبلیغ دین، اشاعت اسلام اور رشد و ہدایت کے اہم ابوب رقم ہیں۔ان مکتوبات سے نہ صرف شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ کی علمیت، تبحر،افکار وخیالات کا بہترین اظہار ہوتا ہے بلکہ ان سے آپؒ کی پر خلوص جد وجہد اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کے فروغ کے لیے کی گئی کوششیں بھی سامنے آتی ہیں۔ یہ مکتوبات حضرت شیخؒ کی حیات کے علمی و عملی پہلو کو یوں واضح کر دیتے ہیں کہ قاری کے سامنے آپؒ کی شخصیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ان اہم مکتوبات کے متنوع گوشوں کو آج کے زمانے کے طرز و انداز میں سامنے لایا جائے تاکہ آج کے اس لادینی اور پر فتن دور میں ان سے بھرپور علمی، دینی اور روحانی فائدے حاصل کئے جا سکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆